خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

خلیفہ چہارم

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اشفاق احمد خاں

دارالسلام
DARUSSALAM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خلیفۂ چہارم

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اشفاق احمد خاں

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز محفوظ ہیں۔
یہ کتاب یا اس کا کوئی حصہ کسی بھی شکل میں ادارے کی پیشگی اور تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔ نیز اس کتاب سے مدد لے کر سمعی وبصری کیسٹس اور سی ڈیز وغیرہ کی تیاری بھی غیر قانونی ہوگی۔

© مکتبة دار السلام، ١٤٢٥ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
خان، اشفاق احمد
سيدنا علي رضي الله عنه: اردو / اشفاق احمد خان - الرياض ١٤٢٥ هـ
ص: ٤٨ مقاس: ١٧×٢٤ سم
ردمك: ٣-٢٢-٧٣٢-٩٩٦٠
١- علي بن ابي طالب بن عبدالمطلب، ت ٤٠ هـ أ-العنوان

رقم الإيداع: ١٤٢٥/٧٣٠٩
ردمك: ٣-٢٢-٧٣٢-٩٩٦٠

نام کتاب: سیدنا علی المرتضیٰ؄ خلفائے راشدین مصنف: اشفاق احمد خاں

منتظم اعلیٰ: عبدالمالک مجاہد

مجلس انتظامیہ: حافظ عبدالعظیم اسد (مینجر دارالسلام لاہور) محمد طارق شاہد (انچارج شعبہ ادب الاطفال والشباب)
مجلس مشاورت: حافظ صلاح الدین یوسف ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر اشتیاق احمد اشفاق احمد خاں
عرفان جمیل محمد امین ثاقب قاری طارق جاوید
ڈیزائننگ اینڈ السٹریشن: زاہد سلیم چودھری (آرٹ ڈائریکٹر)

معاونین: میاں خالد محمود عمر فاروق احسن محمود حافظ عمران خان خطاطی: اکرام الحق

سعودی عرب (ہیڈ آفس)
پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب
فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
Website: http://www.dar-us-salam.com E-mail: riyadh@dar-us-salam.com
1 طریق مکہ۔ العلیا۔ الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 3 جدہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270
2 شارع العین۔ الملز۔ الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221 4 الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551
5 مدینہ منورہ موبائل: 0503417155

شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624 لندن فون: 5202666 208 0044 فیکس: 5217645 208
امریکہ 1 ہیوسٹن فون: 7220419 713 001 فیکس: 7220431 2 نیویارک فون: 6255925 718 001 فیکس: 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)
1 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
website: www.darussalampk.com e-mail: info@darussalampk.com
2 غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703 3 مون مارکیٹ اقبال ٹاؤن۔ لاہور فون: 7846714
4 Z-110,111 (D.C.H.S) مین طارق روڈ (بالمقابل ڈی پورٹ شاپنگ مال) کراچی فون: 0092-21-4393936 فیکس: 4393937

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

وہ کم سن تھے، لیکن شعور رکھتے تھے۔ اس عمر میں بھی انھیں اچھے اور برے کے درمیان فرق معلوم تھا۔ سب سے بڑی اور اہم بات یہ تھی کہ اُن کی پرورش وہ ہاتھ کر رہے تھے، جو سب سے زیادہ بابرکت تھے۔ وہ انھی کے ساتھ اپنی زندگی کا ایک ایک پل گزار رہے تھے۔ جب پورا خطہ ہدایت کی کرنوں سے جگمگا اُٹھا تو اُنھیں بچوں میں سب سے پہلے اس روشنی سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔ روشنی کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ سارے چھپے ہوئے پہلوؤں اور گوشوں کو بے نقاب کر دیتی ہے۔ ہدایت کی روشنی نے اُن کی ذات کو بچپن ہی میں اس طرح منور کر دیا کہ اُن کی سیرت اور کردار پر صرف اور صرف حق اور سچائی کا غلبہ ہو گیا۔

ان کی زندگی علم و فضل کا مرقع بن گئی۔ تربیت کرنے والے مقدس ہاتھوں نے اُنھیں علم کا سمندر بنا دیا اور علم ہی ان کا اوڑھنا بچھونا بن گیا۔ حکمت اور دانائی ان کی ہر ہر بات سے جھلکتی تھی۔ مشکل معاملات میں رہنمائی کے لیے لوگ ان ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اُن کے دانش مندانہ فیصلے اکثر لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتے تھے۔ ان کے بارے میں کہا گیا کہ وہ ہم میں سب سے بڑے قاضی ہیں۔ تاریخ کی کتابیں بھی اس بات کی گواہی دیتی ہیں۔

لیکن علم و فضل میں یہ مقام پانے کے ساتھ ساتھ وہ دوسری خوبیوں میں بھی کسی سے کم نہیں تھے۔ اُنھیں تلوار چلانے میں مہارت تھی، نیزہ بازی کے فن میں بھی کمال حاصل کیا فنِ کشتی میں بھی خوب نام کمایا، میدانِ جنگ میں اُن کی بہادری نمایاں ہوتی تھی۔ اسی بہادری کی بنا پر اُنھیں اللہ کے شیر کا لقب ملا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امارت کی ذمہ داری نے بھی ان کے مزاج میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ وہ سادہ مزاج تھے اور فقر و درویشی میں زندگی گزارتے تھے۔ وہ شان وشوکت سے گریز کرتے تھے۔ انھوں نے ہمیشہ عدل و انصاف سے کام لیا۔ دوسروں کے ساتھ بھی اور اپنے ساتھ بھی۔ رعایا کی بہتری اور فلاح و بہبود کو انھوں نے اپنا اوّلین فرض جانا۔ انھوں نے اپنی پوری عمر کسی نہ کسی انداز میں دین کی خدمت کرتے ہوئے گزار دی۔ اپنی کوششوں سے اُنھوں نے سینکڑوں لوگوں کو دین کے دائرے میں داخل کیا۔

علم و دانش کی تصویر یہ کون تھے؟ کتاب پڑھیے...... نام آپ کے سامنے آ جائے گا۔

والسلام

عبدالمالک مجاہد

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ....17843........

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

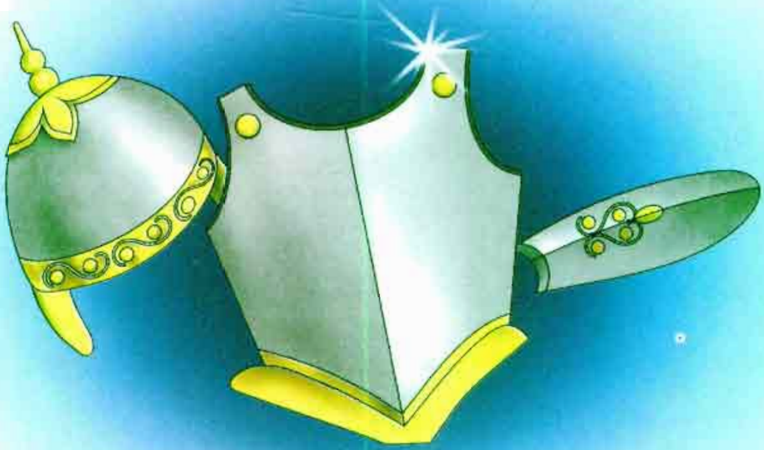

کتنی عجیب بات تھی۔

اُن کے پاس طاقت تھی، اختیار تھا.......... دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں ان کے سامنے سرنگوں ہو چکی تھیں۔ ہر آدمی ان کی آنکھ کے ایک اشارے پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار تھا، لیکن اس طاقت اور اختیار کو انھوں نے کبھی بھی اپنی ذات کے لیے استعمال نہیں کیا۔ اس وقت بھی نہیں، جب ان کی قیمتی زرہ گم ہو گئی۔ اُسے تلاش کرنے کی کوشش کی، لیکن زرہ نہ ملی۔ وہ اس کو اللہ کی رضا سمجھ کر خاموش ہو کر بیٹھ رہے۔

چند ہی دن گزرے کہ بازار میں انھیں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ نظر آ گئی۔ اُسے روک کر کہا:

''یہ زرہ میری ہے، تمہارے پاس کہاں سے آ گئی؟''

یہودی نے سختی سے انکار کرتے ہوئے کہا: ''بالکل نہیں، یہ زرہ میری ہے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ حاکمِ وقت تھے۔ اسلامی سلطنت کے طاقتور ترین آدمی، چاہتے تو اُس سے زبردستی بھی لے سکتے تھے۔ اُسے گرفتار بھی کروا سکتے تھے۔ لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ دل خوفِ الٰہی سے معمور تھا۔ وہ اپنے دعوے کو ثابت کیے بغیر اُس سے زرہ نہیں لینا چاہتے تھے۔ چنانچہ معاملے کو وہ قاضی کی عدالت میں لے گئے۔

یہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت تھی۔ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہت نامور اور انصاف پسند قاضی تھے۔ انصاف کے لیے انھوں نے کبھی کسی بڑے سے بڑے شخص کے اختیار اور دبدبے کی بھی پروا نہیں کی تھی۔ انھوں نے کئی بار حاکمِ وقت کے خلاف بھی فیصلے دے ڈالے تھے۔

وہ یہودی کو لیے قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں پہنچے۔ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے غور سے ان کا دعویٰ سنا۔ وہ کہہ رہے تھے:

"یہ زرہ میری ہے، کچھ دن پہلے گم ہوگئی تھی۔ آج اچانک یہ اس یہودی کے پاس نظر آگئی، میں نے اسے کہا کہ یہ زرہ میری ہے، لیکن یہ اس بات کو تسلیم نہیں کر رہا۔"

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے اُس یہودی سے پوچھا کہ وہ ان کی بات کے جواب میں کیا کہتا ہے؟

یہودی نے کہا: "یہ زرہ میری ہے، ان کا دعویٰ درست نہیں ہے۔"

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ یہودی کا جواب سن کر پھر ان کی طرف متوجہ ہوئے:

"کیا آپ کے پاس اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی گواہ ہے؟"

وہ بولے: "میرا بیٹا اور غلام اس بات کے گواہ ہیں۔"

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے نفی میں سر ہلایا اور کہا: "باپ کے حق میں بیٹے کی، اور آقا کے حق میں غلام کی گواہی قبول نہیں کی جا سکتی۔"

حاکمِ وقت نے کہا: "کتنی عجیب بات ہے، آپ میرے بیٹے کی گواہی قبول نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرتے، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ جنت میں نوجوانوں کے سردار ہیں۔"

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "مجھے یہ بات معلوم ہے لیکن میں ان کی گواہی نہیں لوں گا۔" اگر کسی کے رُتبے کو دیکھ کر فیصلہ کرنا ہوتا تو آپ کا یہ فرمانا ہی کافی تھا کہ یہ زرہ میری ہے۔"

بظاہر تو یہ بڑی تکلیف دہ بات تھی کہ حاکمِ وقت کی بات نہیں مانی جا رہی تھی، ان کا جائز حق انھیں نہیں دیا جا رہا تھا، ان کے گواہوں کو تسلیم نہیں کیا جا رہا تھا۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ حق بات کہہ رہے ہیں، انھوں نے صرف سچائی کا بول بالا کیا ہے۔ چنانچہ وہ خوش ہو کر بولے:

"مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہے، یہ زرہ اب یہودی کے پاس ہی رہے گی۔"

قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ یہودی کے لیے اتنا غیر متوقع تھا کہ وہ چند لمحوں کے لیے تو سکتے کی حالت میں چلا گیا۔ کیا دنیا میں کوئی عدالت ایسی بھی ہو سکتی ہے جو رعب اور طاقت کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیتی ہو۔ بڑے بڑے بادشاہوں کے سامنے عدالتیں بے بس ہوتی رہتی ہیں اور یہ حاکمِ وقت، اس وقت دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے حاکم تھے۔ چاہتے تو بزور اپنی بات منوا سکتے تھے، لیکن عجیب بات تھی نہ تو قاضی ان کی قوت و اختیار سے خوفزدہ ہوا اور نہ حاکمِ وقت ان کے فیصلے پر ناراض ہوئے۔ وہ یہودی بے اختیار پکار اُٹھا:

"مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کا دین سچا ہے، اس کا یقین مجھے حاکمِ وقت کے خلاف آپ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے فیصلہ سنانے اور ان کے فیصلہ تسلیم کرنے سے ہوا۔ یہ زرہ واقعی ان کی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی اُس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

یہ حاکمِ وقت کون تھے؟ آپ کے ذہن میں ان کا نام یقیناً آ چکا ہوگا۔

یہ تھے چوتھے خلیفۂ راشد............ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ آپ 601ء

میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا ابو طالب کے بیٹے تھے۔ گویا آپ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی خاندان بنو ہاشم سے تعلق رکھتے تھے، جو قریش کا سب سے زیادہ معزز خاندان تھا۔ آپ کے والد کا نام عبدِ مناف تھا لیکن وہ اپنی کنیت ابو طالب سے مشہور تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ان کے سگے بھائی تھے۔ ابو طالب کا مکے کے معاشرے میں بہت نمایاں اور ممتاز مقام تھا۔ مکے کی سرداری بھی انھی کے پاس تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان چھڑکتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ چاہتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر مبارک کے پچیس سال ان کے ساتھ، ان کے زیرِ سایہ گزارے۔ پھر جب تجارت کے پیشے کو اختیار کر کے دوسرے ملکوں میں جانا شروع کیا، تو پھر ان کی زندگی کا قدرے مختلف دور شروع ہوا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ رہنا شروع کر دیا۔ جب نبوت کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اعلان کیا، قریش جان کے دشمن ہو گئے۔ یہ ابو طالب ہی تھے جنہوں نے مخالفت کے ان طوفانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہمیشہ آپ ﷺ کا ساتھ دیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا تھا۔ ان کا تعلق بھی ہاشمی خاندان سے تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لا چکی تھیں۔ نبی کریم ﷺ سے انتہا درجے کی محبت رکھتی تھیں۔ شاید اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ والدہ نے ان کا نام اسد یا حیدر رکھا۔ لیکن والد نے علی نام پسند کیا۔ پھر اسی نام پر اتفاق کر لیا گیا۔ البتہ حیدر ان کا لقب بن گیا۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب تھی۔ ابوتراب کی کنیت نبی ﷺ نے آپ کو عطا فرمائی۔ آپ کے لقب اسد، مرتضیٰ اور حیدر ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عمر پانچ برس کی تھی کہ ملک قحط کا شکار ہو گیا۔ لوگ فاقوں مرنے لگے۔ کھانے کے لیے کچھ میسر تھا نہ ملنے کی صورت نظر آتی تھی۔ ابو طالب اس وقت ایک بڑے کنبے کے سربراہ تھے۔ ان پر بھی مشکل وقت آ گیا۔ تنگی میں گزر بسر ہونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ کی نگاہوں سے اپنے پیارے چچا کے حالات پوشیدہ نہیں تھے۔ اپنے چچا کا ہاتھ بٹانے کے لیے اور ان کا بوجھ کم کرنے کے لیے آپ ﷺ نے ان سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مانگ لیا۔ یوں سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ رہنے لگے۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ ان کی تربیت اور پرورش میں برابر کا ساتھ دیا۔

نبی کریم ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا، اُس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ تقریباً دس برس کے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر سب سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لبیک کہا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی حق کی دعوت قبول کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہ کیا۔ فوراً مسلمان ہو گئے۔ یوں بچوں میں سب سے پہلے انھی کو اسلام لانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب رسولِ کریم ﷺ نماز پڑھتے تو آپ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ ایک دن ان کے والد ابو طالب نے انھیں آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھ لیا:

''بیٹا، یہ کیا دین ہے جس پر تم چل رہے ہو؟''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے چھپانا مناسب نہ سمجھا اور کہا:

''ابا جان، میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں، ان کی تصدیق کر چکا ہوں اور ابھی میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔''

بیٹے کی بات سن کر ابو طالب بولے: ''محمد (ﷺ) تمھیں بھلائی کے سوا کسی چیز کی طرف نہیں بلائیں گے، تم ان کے ساتھ لگے رہو۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پانچ سال کی عمر سے اس آنگن میں قدم رکھ دیا تھا جہاں صرف اور صرف خیر اور بھلائی تھی۔ ان کی تربیت کائنات کے بہترین انسان محمد ﷺ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی مثالی خاتون نے کی تھی۔ اس تربیت نے انھیں علم کا سمندر بنا دیا۔ فطرت میں بچپن ہی سے نیکی تھی اس لیے ہمیشہ بتوں کو نفرت کے قابل سمجھا۔ لڑکپن ہی میں لکھنے پڑھنے کا ہنر سیکھ لیا۔ جہاں پڑھنے لکھنے کا رواج نہ ہو، وہاں علم حاصل کرنا بڑی خوبی کی بات ہے۔ تلوار چلانے میں مہارت بھی اسی عمر میں حاصل کر لی۔ نیزہ بازی کے فن میں بھی کمال پایا۔ لڑکپن کی یہ صلاحیتیں جوان ہونے تک خوب نکھر آئیں۔ لڑنے کے سارے داؤ پیچ اور قاعدے اچھی طرح سیکھ لیے۔ ان کا جسم بہت طاقتور تھا، کُشتی لڑنے کا فن سیکھا تو خوب نام پایا، کوئی کُشتی میں ان سے نہیں جیت سکتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو مدینے کی طرف ہجرت کا حکم دیا۔ مسلمان موقع پا کر ہجرت کرتے گئے۔ اسی دوران کفار نے مل کر یہ طے کیا کہ (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ کو قتل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر دیا جائے۔ نہ وہ رہیں گے، نہ ان کا دین رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادوں کی خبر کر دی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹا کر لوگوں کی امانتیں ان کے سپرد کیں اور فرمایا:

''یہ امانتیں ان کے مالکوں کو سونپ کر مدینے آ جانا۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر سر جھکا دیا اور بستر پر لیٹ کر سو گئے۔ اس وقت آپ ﷺ کا گھر کافروں کے گھیرے میں تھا۔ بظاہر ان لوگوں کے نزدیک محمد ﷺ کا بچ نکلنا مشکل نظر آتا تھا، لیکن اللہ کی مدد شاملِ حال تھی۔ آپ ﷺ گھر سے قرآن پڑھتے ہوئے نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کی آنکھوں پر پردے ڈال دیے۔ وہ آپ ﷺ کو دیکھ ہی سکے۔ جب صبح کا سورج طلوع ہوا تو کافروں کو پتا چلا کہ رسول اللہ ﷺ تو نکل چکے ہیں۔ نبی ﷺ کے بستر پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پا کر انھیں بہت طیش آیا۔ انھیں پکڑ لیا اور آنکھیں دکھا کر بولے:

''تمھارے آقا کہاں ہیں، بتاؤ؟''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا: ''مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔''

اس کورے جواب نے ان کے پارے کو اور بھی چڑھا دیا۔ انھیں دھمکانے لگے، خوب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ڈانٹ ڈپٹ کی۔ لیکن ان سے کوئی جواب نہ پا کر انھیں اپنے ساتھ لے جا کر بند کر دیا۔ لیکن یہ حربہ بھی ان سے کچھ نہ اگلوا سکا۔ تنگ آ کر انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ ان کی قید سے نکلنے کے بعد انھوں نے لوگوں کو ان کی امانتیں لوٹائیں اور پھر مدینے کا رُخ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت قباء میں تشریف فرما تھے۔ قباء مکے سے پونے تین سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ سفر پیدل طے کیا۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو پاؤں میں چھالے پڑ چکے تھے۔ لیکن اس طویل سفر کی تھکن اُس وقت دور ہو گئی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور شفقت کا سایہ نصیب ہوا۔ وہاں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے پہنچے۔

ہجرت کر کے مدینے آنے والے مسلمانوں کو عبادت میں بہت دشواری تھی۔ نماز ادا کرنے کے لیے ابھی تک کچھ مناسب انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ مسجد نبوی کی تعمیر کا آغاز کیا گیا۔ مسجد کی تعمیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے صحابہ کرام نے دل و جان سے حصہ لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تعمیر کے دوران اشعار بھی پڑھتے تھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

''جو مسجد کی تعمیر کرتا ہے، کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر مشقت برداشت کرتا ہے، اور جو گرد و غبار اور مٹی سے بچنے کے لیے اس سے جی چراتا ہے وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہجرت کے بعد مدینے کے انصار اور مکے کے مہاجروں میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق بھائی چارے کا رشتہ قائم ہوا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے اپنا بھائی بنایا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی خوش قسمتی پر ناز کرنے لگے۔ خوش نصیبی کے رستے پر سفر کا آغاز ہو چکا تھا۔ ہجرت کے دوسرے سال رسول اللہ ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی ان سے کر دی۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رُخصتی نکاح کے فوراً بعد نہیں ہوئی بلکہ چند ماہ کے بعد کی گئی۔ رُخصتی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی کو ایک بستر، چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، پانی کا ایک مشکیزہ، مٹی کے دو گھڑے، مٹی کا ایک پیالہ دو چادریں اور اناج پیسنے کی چکی دی۔ یہ تھا اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا اپنی پیاری بیٹی کے لیے جہیز۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئیں۔ ان کے رخصت ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے۔ پہلے دروازے پر کھڑے ہو کر اندر آنے کی اجازت مانگی، پھر اندر داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے ایک برتن میں پانی منگوایا، اپنے دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر ان پر چھڑکا اور فرمایا:

”اے فاطمہ! میں نے تمہاری شادی اپنے خاندان کے بہترین شخص سے کی ہے۔“

شادی کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بہت خیال رکھتے تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان کی بہت عزت اور احترام کرتی تھیں۔ ایک دن نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس وقت گھر پر نہیں تھے۔ ان کے متعلق سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انھوں نے کہا:

”میرا ان سے کچھ جھگڑا ہو گیا تھا، وہ غصے میں گھر سے باہر چلے گئے ہیں۔“

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ باہر تشریف لائے۔ پتا چلا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بڑی بے فکری کے ساتھ وہاں سو رہے تھے۔ ان کی چادر پہلو سے سرک گئی تھی اور جسم کو مٹی لگ گئی تھی۔ آپ ﷺ نے پہلے مٹی کو پونچھا، پھر فرمایا:

''ابوتراب، اُٹھو! ابوتراب، اُٹھو!''

اس دن سے ان کا لقب ابوتراب مشہور ہو گیا۔ تراب، مٹی کو کہتے ہیں۔ ابوتراب کا مطلب ہوا، مٹی والا۔ جب کوئی انھیں ابوتراب کہہ کر پکارتا تو بہت خوش ہوتے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ محنت مزدوری کر کے روزی کماتے تھے۔ ان کی زندگی بہت سادہ انداز میں گزری۔ انھیں دنیا کے مال سے کوئی رغبت تھی اور نہ سامانِ عیش کی کوئی پروا۔ روکھی سوکھی کھا کر اپنے رب کا شکر ادا کرتے تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ کے شہسوار تھے۔ اپنی دلیری کی بنا پر اسد اللہ (اللہ کا شیر) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ لڑائی کے میدان میں قدم رکھتے تو فرمایا کرتے:

''لڑائی کے میدان میں مجھے پروا نہیں ہوتی کہ موت میری طرف آ رہی ہے یا میں موت کی طرف بڑھ رہا ہوں۔''

بدر کی لڑائی میں دونوں لشکر مقابل ہوئے، اُس دور میں رواج تھا کہ عام لڑائی سے پہلے نامور اور دلیر ایک دوسرے کو لڑنے کی دعوت دیا کرتے تھے۔ کافروں کے لشکر سے عتبہ ولید اور شیبہ نکلے اور مسلمانوں کو للکار کر مقابلے کی دعوت دی۔ مسلمانوں کی طرف سے ان سے مقابلے کے لیے عوف، معوذ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم نکلے۔ لیکن عتبہ نے پکار کر کہا:

''اے محمد (ﷺ)! یہ لوگ ہمارے برابر کے نہیں ہیں، ہماری قوم کے لوگوں کو ہمارے مقابلے میں بھیجو۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی ، سیدنا حمزہ اور سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم کو حکم دیا:

''آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کرو۔''

تینوں، کافروں کے چیلنج کا جواب دینے کے لیے میدان میں کود پڑے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ولید سے ہوا۔ انھوں نے آناً فاناً اُسے کاٹ کر رکھ دیا۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر شیبہ تھا، وہ بھی اُن کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ تیسرے کافر عتبہ پر جھپٹے، لیکن بدقسمتی سے عتبہ کا داؤ چل گیا اور سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ عتبہ کی طرف لپکے اور بڑے جوش کے ساتھ اُس پر وار کر کے اُسے جہنم رسید کر دیا۔

عام لڑائی کا آغاز ہوا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اتنی دلیری کے ساتھ لڑے کہ دشمنوں کی صفیں اُلٹا کر رکھ دیں۔ وہ ایک طوفان کی طرح دشمن کی طرف لپکتے تھے، جو بھی ان کی تلوار کی زد میں آتا موت اُس کا مقدر ہو جاتی۔ دوسرے مسلمان بھی اسی جوش اور جذبے کے ساتھ لڑے۔ بالآخر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ ابوجہل سمیت قریش کے ستر بڑے بڑے سردار اس لڑائی میں مارے گئے۔

احد کی لڑائی میں بھی آپ نے اپنی فطری دلیری کا مظاہرہ کیا۔ جب کافروں کی طرف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے طلحہ بن ابی طلحہ میدان میں نکلا اور پکارا:

''کوئی ہے جو میرے مقابلے پر آئے؟''

اُس کی للکار سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تقریباً دوڑتے ہوئے اُس کے سامنے پہنچ گئے۔ ابھی طلحہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ تلوار کے ایک ہی وار سے اُسے ڈھیر کر دیا۔ طلحہ کی موت کا منظر دیکھ کر اُس کا بھائی ابوسعید رہ نہ سکا۔ وہ طیش کے ساتھ میدانِ جنگ میں آیا۔ لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اُس پر بھی تلوار کا وار کیا، وہ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا اور پھر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

ان دو بہادروں کی موت دیکھ کر مشرکین بہت بِھنّائے، اُن کے لشکر سے ان کا سب سے بڑا بہادر ''اَرْطَاۃ'' نکلا۔ اُسے اپنی بہادری اور طاقت پر بہت گھمنڈ تھا، اُس نے للکار کر کہا:

''کوئی ہے جو میرے مقابلے پر آئے۔''

اس کے غرور کا نشہ اُتارنے کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پھر میدان میں اترے اور دیکھتے ہی دیکھتے اَرْطَاۃ اپنے ہی خون میں نہا کر موت کا شکار ہو گیا۔ اس کے بعد عام لڑائی شروع ہو گئی۔ سیدنا علی اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہما کافروں کی صفوں میں یلغار کرتے ہوئے دور تک پہنچ گئے۔ اُن کی تلواروں کی کاٹ نے کافروں کے پاؤں اُکھاڑ دیے۔ فتح مسلمانوں کے قدم چوم چکی تھی کہ درے پر موجود دستے کے اپنی جگہ چھوڑ جانے پر کافروں کو موقع مل گیا۔ وہ اُس طرف سے

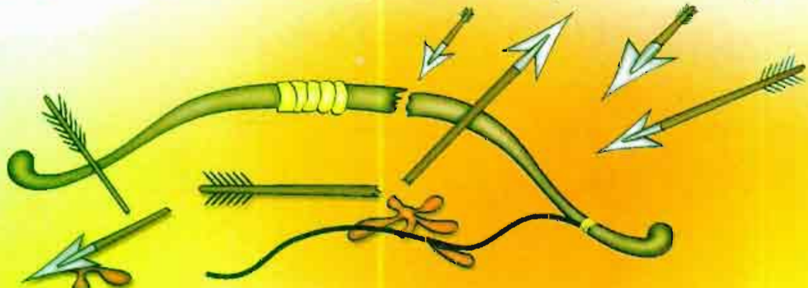

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوبارہ حملہ آور ہو گئے۔ اس اچانک حملے میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے اور مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یلغار کر دی، اُس وقت جو چند بہادر صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان میں جم کر کھڑے رہے اُن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس روز سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کئی کافروں کو جہنم واصل کیا۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اس معرکے میں شہید ہوئے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر جب سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے خندق کھودی گئی تو کافروں نے اسے پار کرنے کی بار بار کوشش کی، لیکن ناکام رہے۔ بالآخر ان کے ایک نامور دلیر "عمرو بن عَبدِوُدّ" نے وہ خندق پار کر لی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس سے مقابلے کے لیے نکلے۔ عمرو بن عَبدِوُدّ پورے عرب میں بہت بہادر سمجھا جاتا تھا۔ اس کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ایک ہزار سواروں کے برابر ہے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"علی، تم بیٹھ جاؤ! .... یہ عمرو بن عَبدِوُدّ ہے۔

عمرو بن عَبدِوُدّ نے پھر مسلمانوں کو مقابلے کے لیے للکارا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پھر مقابلے کے لیے بڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پھر روک دیا۔ تیسری بار پھر عمرو بن عَبدِوُدّ نے طاقت کے گھمنڈ میں للکارا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بے قراری سے عرض کرنے لگے:

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں جانتا ہوں یہ عمرو بن عَبدِوُدّ ہے۔ آپ مجھے اس سے مقابلے کی اجازت دیں۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا جذبہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دے دی۔ دربارِ رسالت سے اجازت پا کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ جلدی سے میدان میں اُترے اور عمرو بن عَبدِوُدّ کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقابل ہو کر یوں گویا ہوئے:

''میں نے سنا ہے تم نے لوگوں سے کہہ رکھا ہے کہ جو شخص میرے سامنے تین باتیں پیش کرے تو میں ان سے ایک کو منظور کرتا ہوں۔''

اس نے کہا: ''تم نے بالکل ٹھیک سنا ہے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ''تب پھر میں بھی تمہارے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ تو اسلام قبول کر لے۔''

عمرو نے انکار کر دیا۔ انھوں نے دوسری بات پیش کی:

''مسلمانوں سے مت لڑ! واپس چلا جا۔''

اُس نے اس سے بھی انکار کیا۔ تب سیدنا علی رضی اللہ عنہ للکار کر اور گرج کر بولے:

''تب پھر آ! مجھ سے مقابلہ کر لے۔''

عمرو بن عَبدِوُدّ یہ سن کر ہنس پڑا، اُس کی ہنسی حیرت اور طنز سے بھرپور تھی۔ کہنے لگا:
''میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عرب میں کبھی کوئی مجھ سے لڑنے کی جرأت کرے گا۔''

اتنا کہہ کر وہ اپنے گھوڑے سے نیچے اُتر آیا اور بولا ''تم کون ہو؟''

''میرا نام علی بن ابی طالب ہے۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تمہارے والد میرے دوست تھے۔'' عمرو بن عَبدِوُدّ نے کہا، میں تم سے نہیں لڑنا چاہتا۔''

یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لیکن اللہ کے دشمن! میں تجھ سے لڑنا چاہتا ہوں۔''

یہ سن کر عمرو بن عَبدِوُدّ بھڑک اُٹھا۔ آج تک ایسا نہیں ہوا تھا کہ مقابل اس طرح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ڈٹ کر اور للکار کر اُس کے سامنے کھڑا رہا ہو۔ اُس نے آگے بڑھ کر پوری طاقت کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کا وار اپنی ڈھال پر روکا لیکن وار اس قدر زبردست تھا کہ تلوار ڈھال کو کاٹتی ہوئی ان کی پیشانی پر جا لگی۔ پیشانی پر زخم کھا کر وہ شیر کی طرح ابنِ عَبدِوُدّ پر جھپٹے اور اُس پر ایسا وار کیا کہ تلوار اُس کے کندھے کو کاٹتی ہوئی سینے تک چلی گئی اور وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ ابنِ عَبدِوُدّ کے گرتے ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اپنے بڑے شاہسوار کو یوں کٹتا دیکھ کر دیگر کافر جو خندق عبور کر آئے تھے اس قدر مرعوب ہوئے کہ اُلٹے پاؤں بھاگنے لگے۔ ان میں سے ایک کافر عبداللہ بن نوفل خندق میں گر گیا جسے مسلمانوں نے تہ تیغ کر دیا۔

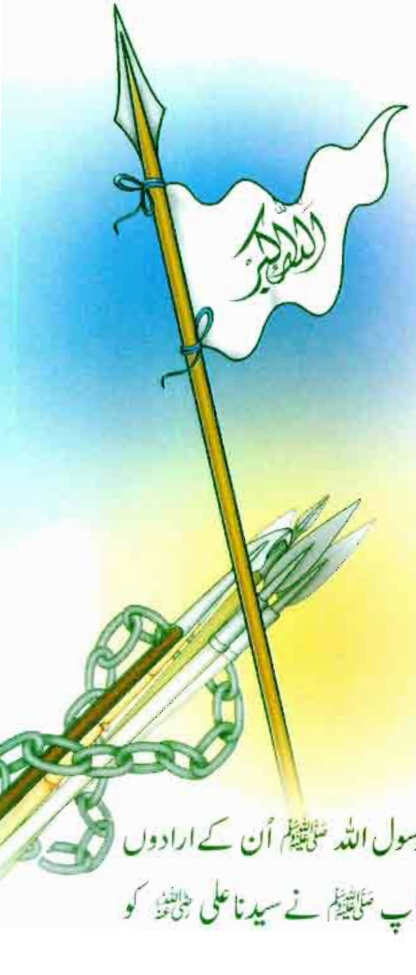

بنو قُرَیظہ سے نپٹنے کے ارادے سے جب رسول اللہ ﷺ نے جنگ کا ارادہ کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دے کر آگے روانہ فرمایا۔ تین ہزار مجاہدین ان کے ساتھ تھے۔ لیکن بنو قریظہ لڑائی سے پہلے ہی حوصلہ چھوڑ بیٹھے اور ہتھیار ڈال دیے۔ مدینے سے 60 کلومیٹر دور فَدَک نامی یہودیوں کی بستی تھی۔ یہودی درپردہ مسلمانوں کی زبردست مخالفت کر رہے تھے۔ وہ خیبر کے یہودیوں کو مقابلے کے لیے اُکسا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اُن کے ارادوں اور سازشوں سے اچھی طرح آگاہ تھے۔ ان کی سرکوبی کے لیے آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دو سو سواروں کے ساتھ اُن کی طرف روانہ کیا۔ یہودی شکست کھا کر بھاگ نکلے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب بیعتِ رضوان ہوئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی وہیں تھے۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خیریت سے واپس آ گئے اور صلح نامہ لکھا جانے لگا تو لکھنے کا فریضہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ انھوں نے جب بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے آغاز کیا تو قریش کے نمائندے نے اس پر اعتراض کیا اور کہا:

''ہم رحمٰن کو نہیں مانتے، لہٰذا یہ لکھا جائے: بسمك اللّٰھم۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہی لکھ دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لکھو، یہ وہ شرائط ہیں جو محمد رسول اللہ نے قریش سے طے کی ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ لکھ دیے۔ قریش کے نمائندے سہیل بن عمرو نے کہا:

''جب ہم آپ کو اللہ کا رسول نہیں مانتے تو پھر صلح نامے میں یہ کیوں لکھا جائے؟ آپ محمد بن عبداللہ لکھوائیے۔''

اس اعتراض پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، اگرچہ تم جھٹلاؤ لیکن اے علی! یہاں لکھ دو محمد بن عبداللہ۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ حکم سنا تو عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں تو ہمت نہیں ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے رسول اللہ کا لفظ مٹا دوں۔''

اُن کی بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دستِ مبارک سے ''رسول اللہ'' کے الفاظ کاٹ دیے، اس کے بعد باقی معاہدہ تحریر کیا گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مدینے میں یہودی آئے دن مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں مدینے سے نکال دیا۔ یہودی وہاں سے نکلے تو خیبر جا پہنچے۔ خیبر میں پہلے ہی بہت سے یہودی موجود تھے۔ ان کی طاقت جمع ہو گئی تو مسلمانوں کے خلاف سازشوں نے زور پکڑ لیا۔ مدینے پر حملے کی تیاریاں کی جانے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ سارے حالات سے آگاہ تھے۔ چنانچہ یہودیوں کی سرکوبی کا فیصلہ کر لیا گیا۔ آپ ﷺ 1600 صحابہ کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ سب قلعے ایک ایک کر کے فتح ہوتے گئے لیکن قَمُوص نامی قلعہ فتح نہ ہو پایا۔ کئی صحابہ نے کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں کل جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں، جس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہو جائے۔“

دوسرے دن کا سورج طلوع ہوا۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑی شدت سے اُس جھنڈے کے انتظار میں تھے۔ کیونکہ وہ سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دلی محبت رکھتے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ واحد دن تھا جب میں نے امارت کی خواہش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''علی کہاں ہیں؟''

بتایا گیا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ ﷺ نے انھیں بلا کر ان کی آنکھوں میں اپنا لعابِ مبارک لگایا۔ وہ اسی وقت ٹھیک ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے انھیں جھنڈا دے کر قَمُوص کے قلعے کی طرف روانہ فرمایا۔ قَمُوص کا حاکم مَرْحَبْ تھا۔ اُس کا شمار یہودیوں کے نامی گرامی بہادروں میں ہوتا تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ قَمُوص پہنچے تو مرحب زرہ سجا کر اکڑتا ہوا میدان میں اُترا۔

جب اُس نے اپنے مقابلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو طنز کے ساتھ بولا:

''کیا مسلمانوں کی فوج میں تم سے بہتر کوئی آدمی نہیں؟'' پھر تکبر کرتے ہوئے اپنی بہادری کے اشعار کہنے لگا جن کا ترجمہ یہ ہے: پورا خیبر جانتا ہے کہ میں مَرْحَبْ ہوں۔ بہادر، تجربہ کار اور لڑائی کے بھڑکتے شعلوں کا مقابلہ کرنے والا۔''

اپنی شجاعت اور بہادری کی دھاک بٹھانے کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کا جواب اشعار ہی میں دیا، جن کا ترجمہ یہ ہے:

''میں وہ شخص ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔ جنگل کے شیر کی طرح ہیبت ناک اور بہادر۔ میں دشمن کو آنکھ جھپکنے میں ختم کر دیتا ہوں۔''

مرحب، طاقت کے نشے میں چور آگے بڑھا اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کیا۔ انھوں نے تیزی سے ایک طرف ہو کر اُس کا وار ناکام کیا اور پھر آگے بڑھ کر مرحب پر ایسا بھرپور وار کیا کہ اُن کی تلوار اُس کے لوہے کے خود کو کاٹتی ہوئی اس کی کھوپڑی میں اُتر گئی۔ وہ وہیں موت کے گھاٹ اُتر گیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فوج لے کر آگے بڑھے اور قلعے کا بھاری بھرکم دروازہ توڑ کر اندر پہنچ گئے۔ قَمُوص کی فتح نے پورا خیبر اُن کے قدموں میں ڈال دیا۔

خیبر کی فتح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے ایک اور خوشی لائی۔ حبشہ ہجرت کر جانے والے باقی مسلمان بھی واپس آ گئے۔ ان میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بھائی سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ کئی سال کے بچھڑے بھائی ایک دوسرے سے ملے تو آنکھیں بھر آئیں۔ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غزوۂ موتہ میں شہادت کے مرتبہ سے ہم کنار ہوئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بہت بڑا صدمہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس موقع پر بھرپور دلاسا دیا۔ ان کے بچوں کی پرورش سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کی۔ جب ان کے بیٹے عبداللہ جوان ہوئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی شادی اُن سے کر دی۔

فتح مکہ کے تاریخی موقع پر بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کو توڑنا شروع کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہاتھ بٹایا۔ تانبے کا ایک بہت بڑا بت وہاں بہت اونچائی پر نصب تھا اور لوہے کی ایک سلاخ کے ساتھ زمین میں گڑا ہوا تھا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بت کو گرانے کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر سہارا دے کر اس بت کو گرانے کا حکم دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پہلے اس بت کو گرایا پھر اُسے کعبے سے باہر پھینک دیا۔

فتح مکہ کا واقعہ کافروں کے لیے مکمل شکست اور تباہی کا پیغام تو لایا ہی تھا لیکن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قبیلہ ہوازن کے لوگ اس فتح سے شدید بھڑک اُٹھے۔ انھوں نے مسلمانوں پر حملے کے لیے بڑا لشکر تیار کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی ان کے ارادے کی خبر ہوگئی۔ شوال آٹھ ہجری میں نبی کریم ﷺ نے بارہ ہزار مسلمانوں کو لے کر دشمن کا رُخ کیا۔ حُنین کے مقام پر دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں۔ لیکن دشمن پہلے ہی سے ایک چال چل چکا تھا، اس نے رات کے وقت آس پاس کی پہاڑیوں میں اپنے تیر انداز چھپا دیے تھے۔ انھوں نے اچانک مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی۔ مسلمانوں کے ساتھ مکے کے ایسے دو ہزار افراد بھی شامل تھے جو ابھی

کچھ دن پہلے ہی مسلمان ہوئے تھے۔ تیروں کی اچانک بوچھاڑ نے ان کے ہوش اُڑا دیے۔ وہ پیچھے ہٹے اور ساری فوج بے ترتیب ہوگئی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ صرف چند بہادر ہی ڈٹے رہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ان بہادروں میں شامل تھے۔ وہ بے جگری کے ساتھ کافروں کا مقابلہ کرتے رہے۔ مسلمان جو صرف تھوڑی دیر کے لیے بوکھلاہٹ میں منتشر ہو گئے تھے، سنبھل گئے۔ انھوں نے اکٹھے ہو کر پھر دشمنوں پر حملہ کیا اور دشمن کو عبرتناک شکست سے دوچار کیا۔

9 ہجری میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے ایک سو پچاس سواروں کے ساتھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یمن کے قبیلے بنوطئے کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ بھی بت پرست تھے۔ مسلمانوں کے آنے کی خبر ہی ان کے لیے کافی ثابت ہوئی۔ وہ لوگ بھاگ نکلے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کا بت خانہ گرا کر بت توڑ ڈالے۔ عرب کے مشہور سخی حاتم طائی کا تعلق اسی قبیلے سے تھا۔ اس کی بیٹی اور بیٹے عدی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

فتح مکہ کے بعد عرب قبائل بڑی تیزی کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ عام خیال یہ تھا کہ شاید اب مشکلات کا دور ختم ہو گیا۔ لیکن یہ خیال زیادہ دنوں تک قائم نہ رہا۔ مسلمانوں تک یہ خبر پہنچی کہ روم کا بادشاہ مسلمانوں پر حملے کے لیے تیاری کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر یہ فیصلہ کیا کہ مخالفت کے اس طوفان کا منہ آگے بڑھ کر موڑا جائے۔ چنانچہ مدینے میں آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود تیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ یہ غزوۂ تبوک کا واقعہ ہے۔

ادھر مدینے میں منافقوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو طعنہ دیا کہ وہ جنگ سے بچنا چاہتے تھے اس لیے وہ لشکر کے ساتھ نہیں گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس بات سے بہت رنج ہوا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ ہتھیار سجا کر لشکر تک جا پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں دیکھ کر حیران ہوئے اور آنے کی وجہ دریافت کی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے شروع سے لے کر آج تک اللہ کی راہ میں لڑنے سے قدم پیچھے نہیں ہٹائے۔ لیکن معلوم نہیں اس دفعہ مجھے جہاد میں شرکت کرنے کی سعادت حاصل کرنے کی بجائے مدینے میں کیوں چھوڑ دیا گیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی دلی کیفیت کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا:

''علی! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارا میرے ساتھ وہی تعلق ہو جو موسیٰ علیہ السلام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا ہارون علیہ السلام سے تھا، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کا مطلب تھا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر جاتے وقت ہارون علیہ السلام کو اپنا قائم مقام بنا گئے تھے، میں نے بھی اسی طرح تمھیں اپنا قائم مقام بنایا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہارون علیہ السلام نبی بھی تھے، جب کہ تم نبی نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نہ صرف مطمئن کر دیا بلکہ ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ انھوں نے مدینے کا رُخ کیا اور اپنی ذمے داری اُسی طرح نبھانے لگے جس طرح ان پر عائد کی گئی تھی۔

جنگِ تبوک سے واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ یمن جا کر قبیلہ ہمدان تک اسلام کی دعوت پہنچائیں۔ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ یمن گئے لیکن قبیلہ ہمدان نے اسلام قبول نہ کیا۔ چنانچہ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ واپس آ گئے، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک خط بھی دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قبیلہ ہمدان والوں کو وہ خط پڑھ کر سنایا اور پھر بڑے دل نشین اور دلکش انداز میں اُنھیں اسلام کی دعوت دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط نے ان کے دلوں کے تار چھیڑ ڈالے تھے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا وعظ بھی کچھ کم اثر انگیز نہ تھا۔ ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

لوگوں نے اپنے دل اسلام کے لیے کھول دیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی کامیابی کی یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر کا سجدہ ادا کیا اور یہ الفاظ ادا فرمائے:

''ہمدان کے لوگوں پر سلامتی ہو! ہمدان کے لوگوں پر سلامتی ہو!''

ہجرت کے دسویں سال سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ مَذْحِج کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے یمن روانہ کیا گیا۔ تین سو سوار ان کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں ہدایت فرمائی:

''اس وقت تک تلوار نہ اُٹھائی جائے جب تک کوئی تم پر حملہ نہ کر دے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مَذْحِج کے علاقے میں پہنچے تو خیر کی کوئی علامت نظر نہ آئی۔ وہ لوگ لڑنے مرنے پر تلے ہوئے تھے۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ گو کہ ان کے ساتھ سپاہ کم تھی، لیکن یہ وہ سپاہ تھی جن میں جذبوں کی کمی نہیں تھی۔ قبیلہ مَذْحِج کے جنگ جوؤں کے ساتھ زبردست جنگ ہوئی۔ لیکن وہ لوگ زیادہ دیر تک مقابلہ نہ کر پائے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ شکست کھانے کے بعد قبیلے کا سردار دوسرے لوگوں کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو وہاں کا قاضی مقرر فرمایا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ وہاں چند ماہ مقیم رہے، اس عرصے کے دوران انھوں نے کچھ مقدمات کے فیصلے بھی کیے۔

اسی سال سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر انھوں نے قربانی کے اونٹوں کا گوشت تقسیم کیا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اور آخری حج تھا۔ یہ حج، حجۃ الوداع کہلایا۔ اس حج سے واپسی کے کچھ ہی عرصے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور ہجرت کے گیارہویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ایک بہت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تکلیف دہ صدمہ تھی۔ انھوں نے دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کو غسل دیا۔ اُسامہ بن زید، عبدالرحمٰن بن عوف اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو قبر میں اُتارا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات ہر مسلمان کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ تھی۔ لوگوں کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ ایسا ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ کی وفات سے مسلمانوں کو شدید صدمہ پہنچا، غم اور پریشانی کے انھی لمحات میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے دلی محبت رکھتے تھے، اُن کا بے حد احترام کرتے تھے اور خلافت کے معاملات میں اُن سے مشورے بھی لیا کرتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی اُن کی بہت عزت کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی وفات پا گئیں۔ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے ایک اور صدمہ تھا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب ہوتے ہی جن مسائل کا سامنا کرنا پڑا اُن میں منکرینِ زکوٰۃ اور اسلام سے پھر جانے والوں کا معاملہ سرفہرست تھا۔ ان مرتدین کے خلاف جنگ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھرپور شرکت کی۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان کے دروازے پر آئے اور فرمایا:

”آپ پر اللہ کی رحمت ہو، آپ رسول اللہ ﷺ کے پیارے ساتھی اور مدد کرنے والے اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے اور دین کو سب سے بڑھ کر نفع پہنچانے والے تھے۔“

اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور شروع ہوا۔ انھوں نے حکومت چلانے میں مدد کے لیے مجلسِ شوریٰ قائم کی۔ اس مجلس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساڑھے دس سالہ دورِ خلافت میں اُن سے باقاعدہ مشورے لیے جاتے تھے۔ جن جھگڑوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا فیصلہ دوسرے صحابہ نہیں کر پاتے تھے وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیے جاتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''ہم میں سب سے بڑے قاضی علی ہیں۔''

ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک فیصلہ دیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف رائے دی۔ انھوں نے آپ کی رائے کو درست قرار دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے نہ صرف بہت محبت تھی بلکہ وہ ان کی بہت عزت بھی کرتے تھے۔ 16 ہجری میں جب انھوں نے بیت المقدس کا سفر کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر ان پر اپنے اعتماد اور بھروسے کو ثابت کیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی سلطنت میں بے پناہ وسعت ہوئی۔ فتوحات کا دائرہ پھیلتا جا رہا تھا۔ اُس دور کی سب سے بڑی لڑائی نَہاوَند کی سمجھی جاتی ہے۔ ایرانیوں کا بہت بڑا لشکر نَہاوَند کے مقام پر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے جمع ہو گیا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کے لشکر کا سالار بنانا چاہا لیکن انھوں نے مدینے سے باہر جانے سے انکار کر دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خود سالار بن کر جانے کا ارادہ کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''آپ مدینے کو ہرگز نہ چھوڑیں۔''

چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کا یہ مشورہ ماننا پڑا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب قاتلانہ حملے میں شدید زخمی ہو گئے اور بچنے کی کوئی اُمید نہ رہی تو اُنھوں نے خلافت کے لیے چھ صحابہ کے نام تجویز کیے کہ مسلمان ان میں سے جس کو چاہیں خلیفہ بنالیں۔ ان میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل تھا۔ باقی صحابہ کے نام یہ تھے: سیدنا عثمان سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا زبیر بن عوام اور سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم۔ سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے علاوہ باقی چاروں افراد نے اپنے نام واپس لے لیے۔ لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرلیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان کی بھرپور مدد کرتے رہے۔ آپس کے تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہے۔ شریعت کے مسائل میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان سے فیصلہ کراتے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اُنھیں ہمیشہ اچھے اور مفید مشورے دیے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف جب کچھ لوگوں نے بے بنیاد الزامات لگا کر فساد کا آغاز کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس فساد اور فتنے کے خاتمے کے لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بہت سے مشورے دیے۔ خود سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے صوبوں کے گورنروں کو بلا کر اس سازش سے نپٹنے کے لیے اُن

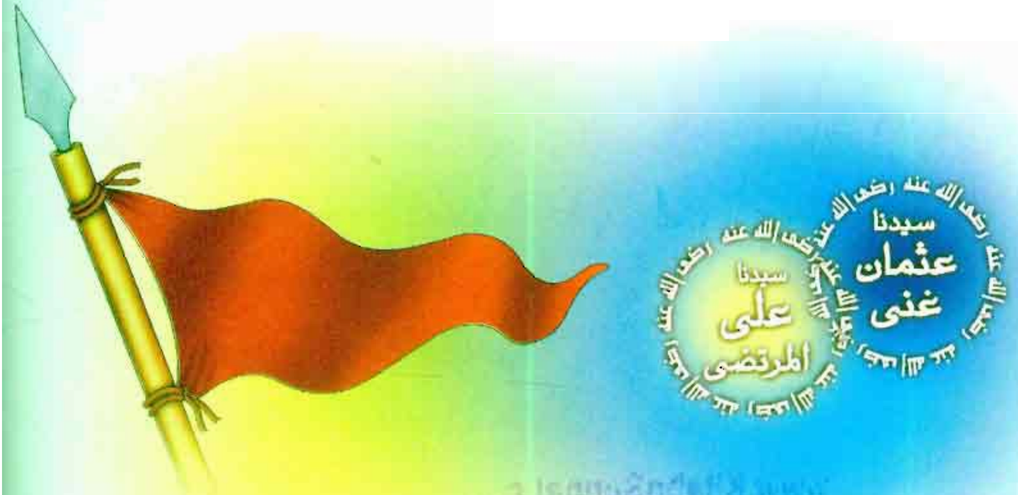

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے رائے مانگی۔ لیکن اپنی نرم مزاجی کی وجہ سے وہ کسی سخت اقدام سے گریز کرتے رہے۔ مصر کوفہ اور شام کے باغی جب مدینے میں ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہی اُنھیں سمجھا بجھا کر واپس جانے پر آمادہ کیا، لیکن وہ لوگ تو آئے ہی فتنہ برپا کرنے کے لیے تھے۔ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے پیاسے تھے۔ پھر لوٹ آئے۔ انھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کو گھیرے میں لے لیا۔ اس وقت بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مسلسل اُنھیں سمجھانے کی کوشش کی، لیکن وہ لوگ کہاں ماننے والے تھے۔ سازشی لوگوں نے کب امن اور سکون کو پسند کیا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ وہ لوگ اپنے مطالبات پر ڈٹے ہوئے ہیں اور ان کی کوئی بات نہیں مان رہے تو انھوں نے اپنے بیٹوں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے ان کے دروازے پر مقرر فرمایا۔ دوسرے صحابہ کی طرح اُن کے ذہن میں بھی یہی بات تھی کہ باغی اپنے مطالبات منوانا چاہتے ہیں۔ ان سے یا تو بات چیت میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا یا پھر مطالبات نہ مانے جانے کی صورت میں وہ لوگ تنگ آ کر خود ہی واپس چلے جائیں گے۔

باغیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے پانی اور خوراک پر پابندی لگا دی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کچھ آدمیوں کو پانی دے کر بھیجا۔ وہ لڑتے بھڑتے پانی پہنچانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس جھڑپ میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ زخمی بھی ہوئے۔ سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما دیگر صحابہ کے ساتھ دروازے پر باغیوں کو روکے ہوئے تھے کہ باغی دوسری طرف کی دیوار پھاند کر مکان میں داخل ہو گئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اُمتِ مسلمہ کے لیے ایک بہت بڑا سانحہ تھی۔ ان کی شہادت کے بعد مدینے میں افراتفری کا سماں تھا۔ شہر پر باغیوں کا قبضہ تھا۔ اسلامی سلطنت

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لاکھوں مربع میل پر پھیلی ہوئی تھی لیکن اس سلطنت کا کوئی سربراہ نہیں تھا۔ ایسے وقت میں سب کی نظریں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف اُٹھیں۔ اس نازک وقت میں وہی خلافت کے لیے موزوں ثابت ہو سکتے تھے۔ لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ خلافت کی ذمہ داری سنبھالیں، لیکن اُنھوں نے صاف انکار کر دیا۔ اُن کے انکار نے حالات کو اور بھی نازک کر دیا۔ خلافت کی ذمے داری اُٹھانے سے انکار کے باوجود لوگ آپ کو آمادہ کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

مہاجرین، انصار اور مدینے کے دیگر صحابہ نے مل کر سخت اصرار کیا کہ وہ خلافت قبول کر لیں۔ اس بار درخواست کرنے والوں میں باغی بھی شامل تھے۔ بالآخر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان سب کی بات ماننا پڑی اور وہ خلافت کی ذمے داری نبھانے پر تیار ہو گئے۔ چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تین یا چھ دن کے بعد مدینہ میں موجود تمام لوگوں نے مسجدِ نبوی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس طرح وہ مسلمانوں کے چوتھے خلیفۂ راشد بنے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ پونے پانچ سال تک خلیفہ رہے۔ خلافت کا سارا زمانہ ان کے لیے بے انتہا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کٹھن اور دشوار تھا۔ وہ مسلسل مشکلات میں گھرے رہے۔ کوئی اور ہوتا تو کب کا حوصلہ ہار چکا ہوتا۔ لیکن وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، جرأت، جواں مردی اور علم و ذہانت میں بے مثال۔ انھوں نے بڑے صبر اور حوصلے کے ساتھ دشواریوں کا سامنا کیا۔ خلیفہ بنتے ہی سب سے پہلی مشکل تو یہی پیش آئی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو کس طرح پکڑا جائے؟ خلیفہ وقت کی شہادت کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا۔ یہ ہر دل کی پکار تھی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ ان کے قاتلوں کو سخت ترین سزا دی جائے۔

عام صحابہ کے ساتھ خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ خواہش پوری شدت کے ساتھ موجود تھی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہر صورت میں گرفتار ہونا چاہیے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ جن لوگوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کو گھیرا تھا ان کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ ان میں قاتل کون تھا، یہ پتا چلانا بہت مشکل تھا۔ کیونکہ موقعے کا کوئی گواہ ہی نہیں تھا۔ جس وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس وقت ان کے پاس صرف ان کی زوجہ محترمہ سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ شوہر کو بچاتے ہوئے اُن کی تین انگلیاں کٹ گئی تھیں۔ انھوں نے صرف اتنا بتایا کہ تین آدمی اندر آئے تھے۔ ان میں سے ایک محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما تھے۔ ان کا نام سامنے آنے پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شدید حیرت ہوئی۔ یہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بیٹے تھے۔ والد کی وفات کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی نے ان کی پرورش کی تھی۔ دوسرے دو آدمیوں کو سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا نہیں پہچانتی تھیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو پکڑا اور پوچھا تو انھوں نے کہا:

''میں مکان میں داخل ضرور ہوا تھا لیکن جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ بھتیجے! تمھارے والد زندہ ہوتے تو انھیں تمھاری یہ حرکت پسند نہ آتی، تو میں شرمندہ ہو کر پیچھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہٹ گیا اور باہر نکل گیا۔''

سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا نے بھی ان کے بیان کی تصدیق کی۔

معاملہ بہت پیچیدہ ہو چکا تھا۔ کسی کے خلاف کوئی ثبوت تھا نہ کوئی گواہ! لوگ تھے کہ انتقام اور بدلے کی پکار بلند کیے جا رہے تھے۔ اس موقع پر لوگ یہ بھی شک کرنے لگے کہ شاید سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود، جان بوجھ کر قاتلوں کو نہیں پکڑ رہے ہیں۔ اس بدگمانی کی وجہ یہ تھی کہ سارے باغی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر چکے تھے اور بہت سے ان کی فوج میں شامل ہو چکے تھے۔ حالات اتنے نازک تھے کہ یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ ان لوگوں کو چن چن کر فوج سے نکال دیا جاتا۔ اسلام کا قانونِ شہادت یہ کہتا تھا کہ بغیر گواہی اور ثبوت کے کسی کو قاتل نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بدگمانی رکھنے والوں کی تعداد محدود تھی۔ اکثر لوگ اس بات سے آگاہ تھے کہ ان کی راہ میں کتنی مشکلات حائل ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے بھی باغیوں کو سمجھانے کی کوشش کی، جب مکان ان کے گھیرے میں تھا، تب بھی نرمی اور سختی ہر طرح سے بات کر کے دیکھ لی۔ خود سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس بات کو سختی سے ناپسند کرتے تھے کہ صرف ان کی ذات کے لیے کسی مسلمان کا خون بہے۔ اسی بنا پر نہ انھوں نے دوسرے صوبوں سے اسلامی فوج کو طلب کیا اور نہ مدینے میں موجود صحابہ کو اپنے دفاع کے لیے لڑنے کی اجازت دی۔ اس کے باوجود اکثر صحابہ ان کے دفاع اور تحفظ کے لیے کوشاں تھے اور ان میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نام سرفہرست ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے صوبوں کے نئے گورنر مقرر فرمائے۔ تمام گورنروں نے صوبوں میں جا کر پرانے گورنروں کی جگہ سنبھال لی۔ لیکن شام کے گورنر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے گورنری سے دست بردار ہونے سے انکار کر دیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنر سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ انھوں نے ان کے ذریعے سیدنا علی ﵁ کو پیغام بھیجا:

''جب تک سیدنا عثمان ﵁ کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا جائے گا، وہ گورنری سے دست بردار نہیں ہوں گے۔''

یوں ابتدا ہی میں سیدنا علی ﵁ کو ایک بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ ابھی وہ اس مشکل سے نپٹنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ایک اور مشکل سامنے آ گئی۔ سیدنا عثمان ﵁ کی شہادت اس وقت ہوئی جب زیادہ تر لوگ حج کے لیے گئے ہوئے تھے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ ﵂ بھی حج کے لیے مکے گئی ہوئی تھیں۔ حج کے بعد واپس تشریف لا رہی تھیں کہ راستے میں ان کی ملاقات اپنے ایک قریبی رشتے دار سے ہوگئی۔ انھوں نے بتایا کہ سیدنا عثمان ﵁ شہید کر دیے گئے ہیں اور لوگوں نے سیدنا علی ﵁ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے، لیکن اس بیعت کے باوجود مدینہ ابھی تک فساد کی زد میں ہے۔

یہ خبر سن کر سیدہ عائشہ ﵂ مکے کی طرف پلٹ گئیں۔ ان کے مکہ پہنچتے ہی مدینہ سے سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر ﵄ بھی ان کے پاس پہنچ گئے۔ یہ بزرگ صحابہ عشرہ مبشرہ میں شامل تھے۔ انھوں نے بھی مدینے کے حالات بتاتے ہوئے کہا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''مدینے کے لوگ فسادیوں کے ہاتھوں پریشان ہیں۔ نہ تو وہ اپنی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ ان میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کی طاقت ہے۔''

مکہ کے لوگ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی واپسی پر حیران تھے۔ انھوں نے واپسی کا سبب دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا:

''عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کر دیے گئے ہیں، اور فتنہ دبتا ہوا نظر نہیں آتا، اس لیے تم فتنے کو دور کرنے اور شہید خلیفہ کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اسی طرح اسلام کی عزت بچائی جا سکتی ہے۔''

اس پر ہزاروں مسلمان ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی پکار پر جمع ہو گئے اور اس لشکر نے بصرہ پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان حالات کی خبر ملی تو وہ بھی اپنا لشکر لے کر بصرہ کے قریب پہنچ گئے، اور صلح کی کوشش شروع کر دی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آنے کی وجہ بیان فرمائی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے موقف کو درست تسلیم کرتے ہوئے اپنی مشکلات کا ذکر کیا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ تو وہ خود بھی لینا چاہتے ہیں لیکن نہ تو کوئی موقعے کا گواہ موجود ہے اور نہ کوئی ثبوت اور پھر باغی جو ہزاروں کی تعداد میں تھے، تائب ہو کر اسلامی فوج میں شامل ہو چکے ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی مشکلات کو سمجھ گئیں۔ یوں معاملہ صلح صفائی سے حل ہونے کے قریب تھا لیکن دونوں طرف کے لشکروں کے کچھ بدنیت اور منافق لوگوں نے جو اسلام کی عمارت کو کمزور کرنا چاہتے تھے، سازشیں شروع کر دیں۔ انھیں صلح میں نقصان اور جنگ میں فائدہ نظر آ رہا تھا۔ لہٰذا انھوں نے رات کی تاریکی میں جنگ چھیڑ دی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سمجھے کہ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگ کا آغاز کر دیا ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سمجھیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ چھیڑ دی ہے۔ اس طرح بغیر کسی ارادے کے جنگ شروع ہو گئی۔ دونوں فوجوں میں زبردست لڑائی ہوئی۔ بالآخر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فتح حاصل ہوئی، فتح کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حال معلوم کرنے کے لیے ان کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بھیجا...... پھر انھوں نے خود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر پوچھا:

''ام المومنین رضی اللہ عنہا (مومنوں کی ماں) آپ کا مزاج کیسا ہے؟''

انھوں نے فرمایا: ''میں ٹھیک ہوں۔''

اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انھیں چند دن بصرہ میں آرام اور آسائش کے ساتھ ٹھہرایا۔ پھر ان کے بھائی کی نگرانی میں دوسری معزز خواتین کے ساتھ انھیں مکے کی طرف روانہ کیا۔ اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

بچو! یہ لڑائی غلط فہمی کا نتیجہ تھی۔ علی سے نہ پہلے میرا جھگڑا تھا نہ اب ہے۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا: ''آپ سچ فرماتی ہیں۔ آپ ہم سب کی ماں ہیں آپ کی عزت کرنا ہم پر واجب ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس جنگ کے دوران اونٹ پر سوار تھیں اس لیے اس لڑائی کو جنگِ جمل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہا جاتا ہے۔ اس جنگ کے بعد سیدہ عائشہ ؓ ہمیشہ پشیمان رہیں اور اس غلطی کو اور اس غلط فہمی کے نتیجے میں ہونے والی جنگ کو یاد کر کے روتی رہیں۔

جنگِ جمل کے بعد سیدنا علی ؓ نے کچھ دن بصرہ ہی میں قیام کیا۔ پھر 12 رجب 36 ہجری کو کوفے چلے گئے۔ یہاں پہنچ کر انھوں نے ایک انقلابی فیصلہ کیا۔ انھوں نے کوفے کو ملک کا صدر مقام یا دارالخلافہ قرار دے دیا۔ دارالخلافہ پہلے مدینہ تھا۔ اس فیصلے کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ نبی کریم ﷺ کے شہر مدینہ کو فساد اور جھگڑوں سے محفوظ رکھا جائے۔ ان معاملات سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے سیدنا امیر معاویہ ؓ کی طرف توجہ کی۔ ان کا بیعت سے انکار جس وجہ سے تھا، اس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے سیدنا علی ؓ نے ان کے نام ایک خط لکھا جس کا مضمون کچھ اس طرح سے تھا:

"تم بھی مہاجرین اور انصار کی طرح میری بیعت کرو۔ اس کے بعد قاعدے کے مطابق شہادتِ عثمان ؓ کا مقدمہ پیش کرو۔ میں اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔"

سیدنا علی ؓ نے جریر بن عبداللہ ؓ کے ہاتھ یہ خط سیدنا معاویہ ؓ کو بھیج دیا۔ سیدنا امیر معاویہ ؓ نے اس خط کے جواب میں لکھا:

"آپ سیدنا عثمان غنی ؓ کے قاتلوں کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہمارے حوالے کر دیں تو میں اور شام کے دوسرے تمام لوگ خوشی سے آپ کی بیعت کرلیں گے۔''

کچھ عرصہ یونہی خط وکتابت جاری رہی۔ اپنے اپنے موقف کے حق میں دلائل دیے جاتے رہے لیکن صلح کی کوئی راہ نہ نکل سکی۔

جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیعت نہیں کریں گے تو انھوں نے جنگ کی تیاری کی اور تقریباً 80 ہزار کا لشکر لے کر صِفِّین کے مقام پر پہنچ گئے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ایک بڑے لشکر کے ساتھ مقابلے پر پہنچ گئے۔ صِفِّین، شہرِ حلب کے جنوب مشرق اور شہرِ حمص کے شمال مغرب میں دریائے فرات کے کنارے پر تھا۔ تین مہینے بیس دن تک دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے رہے۔ اس مدت کے دوران دونوں طرف سے بات چیت کے ذریعے مسئلہ حل کرنے کی کوششیں ہوتی رہیں، لیکن یہ بات چیت کسی حتمی نتیجے تک نہ پہنچ سکی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ امیر کی بیعت سب مسائل پر فوقیت رکھتی ہے۔ اگر وہ بیعت نہیں کریں گے تو ملتِ اسلامیہ کا مرکز کمزور سمجھا جائے گا اور دوسرے صوبوں پر بھی اس کے اثرات پڑ سکتے ہیں۔ جبکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ کی گرفتاری پر اصرار کر رہے تھے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ خلیفہ وقت کے قاتل بھی اگر سزا نہیں پاتے تو اس کے عوام الناس پر بُرے اثرات مرتب ہوں گے۔ پھر اتنے عظیم صحابی کی موت کچھ کم الم ناک سانحہ نہیں۔ اس سانحے کے ذمے دار ہر صورت میں گرفت میں آنے چاہئیں۔

دونوں فریق اپنے اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے تھے۔ اس عرصے میں چھوٹی موٹی جھڑپیں بھی ہوتی رہیں۔ لیکن عام لڑائی صفر 37 ہجری میں شروع ہوئی۔ یہ جنگ کئی دنوں تک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جاری رہی۔ منافق اور فسادی لوگوں کی وجہ سے دونوں طرف سے مسلمانوں کا خون بہتا رہا۔ انھی لوگوں کی وجہ سے صلح کی کوششیں ناکام ہوتی رہیں۔ پھر ایک دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فوج کے زبردست دباؤ کے سامنے شامی فوج کے قدم اُکھڑ گئے۔ یہ دیکھ کر شامی فوج کا ایک دستہ قرآن کو نیزوں پر اُٹھا کر آگے بڑھا اور پکار کر کہا:

"یہ دیکھو! ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فوج نے قرآن دیکھ کر لڑائی روک دی۔اس کے بعد بات چیت کا سلسلہ دوبارہ چلا۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ فیصلہ دو ثالثوں کے سپرد کر دیا جائے۔ وہ آپس میں مل کر جو فیصلہ کریں گے وہ ان سب کو قبول ہوگا۔ چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ ثالث مقرر ہوئے اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ۔ان دونوں افراد سے کہا گیا کہ وہ رمضان کے مہینے تک فیصلہ کر دیں۔

اس کے بعد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کوفے کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس موقعے پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں ثالثی کے حوالے سے اختلاف پیدا ہو گیا۔فوج کا ایک حصہ ثالث مقرر کرنے کی حمایت کرتا تھا جبکہ دوسرا کہتا تھا کہ قرآن کو چھوڑ کر انسانوں کو فیصلہ کرنے والا بنانا گناہ ہے۔ دونوں گروہ آپس میں جھگڑتے رہتے تھے اور بات بات پر تلواریں نکال لیتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بڑی مشکل سے انھیں کوفے تک لائے، لیکن بارہ ہزار آدمی جو ثالث مقرر کرنے کے خلاف تھے،فوج سے الگ ہو گئے۔ ان لوگوں کو خارجی کہا گیا۔

مقررہ مدت میں دونوں ثالثوں نے فیصلہ دے دیا، لیکن یہ فیصلہ ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فیصلہ تھا کہ سیدنا علی و معاویہ رضی اللہ عنہما میں سے کسی کو خلیفہ مقرر نہ کیا جائے۔ انھیں چھوڑ کر مسلمان جسے چاہیں خلیفہ چن لیں۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ یہ تھا کہ ابو موسیٰ اشعری ؓ نے سیدنا علی ؓ کو خلافت سے الگ کر دیا ہے۔ میں ان کی جگہ سیدنا معاویہ ؓ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ سیدنا عمرو بن عاص ؓ کے اس فیصلے سے ہر طرف شور مچ گیا۔ سیدنا علی ؓ کے حامیوں نے یہ فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا۔

سیدنا علی ؓ فوج لے کر دمشق کی طرف بڑھنا چاہتے تھے کہ خارجیوں نے ہر طرف فساد مچا دیا۔ انھوں نے گروہوں کی صورت میں لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ چنانچہ سیدنا علی ؓ نے پہلے ان کی شورش کو ختم کرنا مناسب سمجھا۔ نہروان کے مقام پر خارجیوں سے شدید جنگ ہوئی۔ چار ہزار خارجی مارے گئے۔ اس طرح خارجیوں کا زور ٹوٹ گیا۔ دوسری طرف سیدنا امیرِ معاویہ ؓ نے عمرو بن عاص ؓ کو فوج دے کر مصر پر حملہ کر دیا اور وہاں کے گورنر کو قتل کر کے قبضہ کر لیا۔ مصر کے بعد شامی فوج نے حجاز عراق اور یمن پر حملے شروع کر دیے۔

نہروان کی لڑائی کے بعد سیدنا علی ؓ کا ارادہ شام پر حملہ کرنے کا تھا۔ انھوں نے جنگ کی تیاری بھی شروع کر دی تھی۔ لیکن شکست کھانے کے بعد خارجی ابھی چین سے نہیں بیٹھے تھے۔ وہ بدلہ لینے کی نیت سے سازشیں کر رہے تھے۔ بالآخر انھوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ سیدنا علی سیدنا معاویہ اور سیدنا عمرو بن عاص ؓ کو قتل کر دیا جائے۔ اس کام کے لیے تین آدمی مقرر ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم نے سیدنا علی ؓ کو، برک بن عبداللہ نے سیدنا امیرِ معاویہ ؓ کو اور عمرو بن بکر نے سیدنا عمرو بن عاص ؓ کو شہید کرنے کی ذمہ داری لی۔ ان حملوں کے لیے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

40 ہجری میں رمضان المبارک کی سترہ تاریخ مقرر کی گئی۔ فجر کی نماز کے بعد کا وقت طے ہوا تھا۔

مصر کے گورنر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اس روز بیمار تھے۔ اپنی جگہ انھوں نے خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لیے بھیجا۔ عمرو بن بکر نے ان کے دھوکے میں خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ دمشق میں برک بن عبداللہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس وقت حملہ کیا جب وہ مسجد کے دروازے سے باہر نکل رہے تھے لیکن یہ حملہ کامیاب نہ ہو سکا۔ انھیں معمولی زخم آیا۔ کوفے میں عبدالرحمٰن بن ملجم اس راستے پر چھپ کر بیٹھ گیا، جس راستے پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نماز کے لیے گزرتے تھے۔ جب وہ فجر کی نماز کے لیے مسجد کی طرف چلے تو ان پر تلوار کا وار کیا۔ سر پر شدید زخم آیا۔ ابن ملجم کو وہیں گرفتار کر لیا گیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلا کر کچھ نصیحتیں کیں اور اپنے قاتل کے بارے میں فرمایا:

''اسے کھانا کھلاؤ، پانی پلاؤ اور اچھی طرح رکھو، اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو اسے قتل کرنا۔ شریعت کا یہی حکم ہے۔ اس کے ناک اور کان وغیرہ نہ کاٹنا۔ اگر میں بچ گیا تو میری مرضی، چاہے اس سے بدلہ لوں یا معاف کر دوں۔''

لیکن ابن ملجم کی تلوار زہر میں بجھی ہوئی تھی۔ اس تلوار کے زخم کے راستے زہر پورے جسم میں پھیل گیا اور آپ حملے سے تیسرے روز 19 رمضان المبارک 40 ھجری کو شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 63 سال تھی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کانٹوں کی سیج ثابت ہوئی۔ انھیں اپنے دورِ خلافت میں سکون کا سانس لینا بھی نصیب نہ ہو سکا۔ پھر بھی انھوں نے ملکی انتظامات کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی۔ اپنے گورنروں اور افسروں کی سخت نگرانی کرتے رہے۔ کسی عہدے دار کی معمولی سی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شکایت بھی ملتی تو اس کے خلاف کارروائی کرتے۔ اندرونی مشکلات کی وجہ سے انھیں اسلامی فتوحات کو پھیلانے کا موقع نہ مل سکا۔ پھر بھی 35 ہجری میں انھوں نے بحری راستے سے ہندوستان پر حملے کی اجازت دی۔ چنانچہ اس زمانے میں کوکن بمبئی پر کامیاب حملہ کیا گیا۔

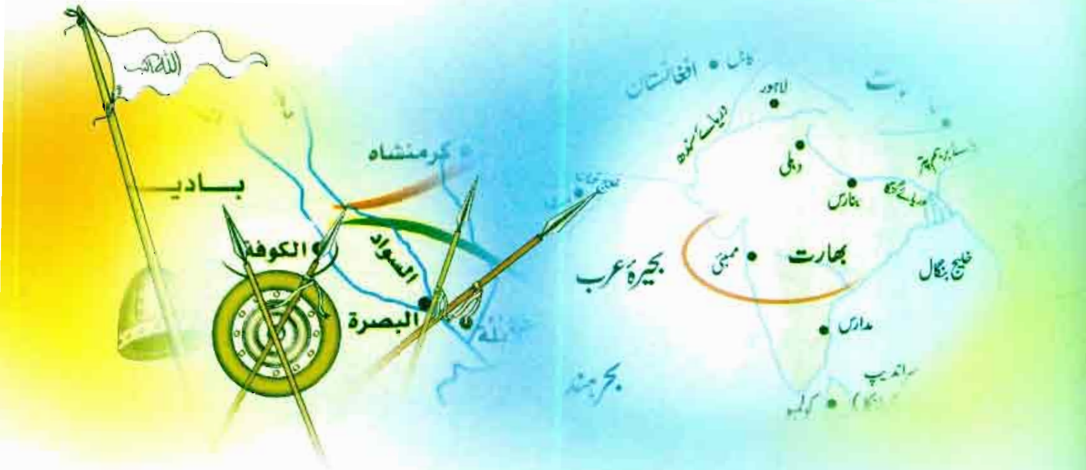

یہ علاقہ اس وقت سندھ میں شامل تھا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ درمیانے قد کے اور دہرے جسم کے مالک تھے۔ چہرہ بہت خوبصورت بارعب اور رونق والا تھا۔ مزاج میں بہت سادگی تھی، انھوں نے ہمیشہ فقیرانہ زندگی بسر کی۔ آپ کے دل میں اللہ کا بے پناہ خوف تھا۔ تمام زندگی معمولی مکان میں رہے۔ دروازے پر کبھی دربان کھڑا نہیں کیا۔ کپڑوں کو پیوند لگے ہوتے تھے اور یہ پیوند بھی وہ خود اپنے ہاتھوں سے لگاتے تھے۔ اپنا وظیفہ اور دوسری آمدنی خیرات کر دیتے تھے۔ بازار سے سودا خود لاتے۔ کہیں سے مال آتا تو تمام کا تمام تقسیم کر دیتے۔ اس میں سے اپنے لیے کوئی خاص چیز لیتے نہ رشتے داروں کو ان کے حصے سے زیادہ دیتے۔ ضرورت کے وقت آپ محنت مزدوری بھی کر لیتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ کو عدل و انصاف کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ سب سے پورا پور انصاف کرتے تھے یہاں تک کہ اپنی ذات سے بھی انصاف کرتے۔ اپنے حق سے زیادہ بیت المال سے ایک پیسا بھی لینا حرام سمجھتے تھے۔ ان کا دروازہ ہر ایک کے لیے کھلا رہتا تھا۔ ہر کوئی بلا روک ٹوک ان کے پاس آ سکتا تھا۔ رعایا کی بہتری اور فلاح و بہبود کو ہمیشہ اہمیت دی۔ رعایا کا حال جاننے کے لیے خود بازاروں اور گلیوں میں گشت کیا کرتے تھے۔ بیت المال میں جو رقم جمع ہوتی تھی، وہ کھلے دل سے غریبوں، مسکینوں اور حق داروں میں تقسیم کر دیتے۔ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ آپ غیر مسلموں کے حقوق کا بھی پورا پورا خیال رکھتے تھے۔

ملک کی حفاظت کے لیے آپ نے فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ کئی مضبوط قلعے تعمیر کروائے۔ دریائے فرات پر پل تعمیر کروایا۔ بعض جگہوں پر مسجدیں بھی بنوائیں۔ پوری عمر آپ نے کسی نہ کسی صورت میں دین کی خدمت کرتے ہوئے گزار دی۔ یمن کے سینکڑوں لوگ آپ کی کوششوں سے اسلام کے دائرے میں داخل ہوئے۔

ایک بار سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ کچھ لوگ ہیں جو انھیں معبود کا درجہ دیتے ہیں۔ آپ نے ان لوگوں کو پکڑ وایا اور سخت سزا دی۔ البتہ جن لوگوں نے توبہ کی انھیں چھوڑ دیا۔

بصرہ کے گورنر عثمان بن حنیف نے کسی امیر آدمی کی دعوت قبول کر لی۔ آپ کو اطلاع ہوئی تو اُسے لکھا:

"اے ابنِ حنیف! میں نے سنا ہے کہ بصرہ کے ایک دولت مند نے تمھیں بڑی شان دار قسم کی دعوت دی۔ تم نے یہ دعوت قبول کر لی اور قسم قسم کے کھانے بڑے اطمینان اور مزے سے کھائے۔ مجھے تم سے یہ اُمید نہیں تھی کہ تم اس قسم کی دعوتوں میں شریک ہوا کرو گے جن میں غریبوں کو پوچھا تک نہیں جاتا۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زُریز نامی ایک شخص نے آپ کے دستر خوان پر سادہ کھانا دیکھ کر کہا:

''آپ کو پرندوں کا گوشت پسند نہیں؟''

آپ نے فرمایا: ''خلیفہ کو مسلمانوں کے مال میں صرف دو پیالوں کا حق ہے۔ ایک خود کھائے اور اپنے بچوں کو کھلائے۔ دوسرا اللہ کی مخلوق کے سامنے پیش کر دے۔''

عید سے چند دن پہلے کسی نے آپ کے کپڑوں میں پیوند دیکھے تو کہا:

''امیر المومنین، آپ دو درہم میں نیا جوڑا کیوں نہیں خرید لیتے۔''

آپ نے فرمایا: ''مجھے شرم آتی ہے کہ میں نئے کپڑے پہنوں اور کوفے میں ہزاروں آدمیوں نے پرانے کپڑے پہن رکھے ہوں۔''

خیبر کی لڑائی کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے آپ کو دعا دی تھی:

''اے اللہ! علی سے گرمی، سردی کا اثر دور کر دے۔''

اس دعا کا اثر تھا کہ آپ ہر موسم میں، ہر طرح کا کپڑا پہن لیتے تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا زیادہ تر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزرتا تھا۔ نماز پڑھتے تو اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی ذات کے سوا اور کسی چیز کا ہوش نہ رہتا۔ شجاعت ان کی پہچان تھی۔ اتنے بہادر اور دلیر تھے کہ زندگی بھر کبھی بڑے سے بڑے شہ زور کی بھی پروا نہیں کی۔ کافروں کے ساتھ بڑی بڑی لڑائیوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ تبوک کے علاوہ انھوں نے تقریباً ہر جنگ میں شرکت کی۔ انھیں اللہ کے شیر کا لقب ملا۔ نہتے آدمی پر کبھی وار نہیں کرتے تھے۔ ایک جنگ میں اپنے دشمن کو زمین پر گرا لیا۔ اس کو قتل کرنے لگے تو اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اس کے سینے سے اُتر آئے اور اس کی جان بخش دی۔

کسی نے پوچھا: ''آپ نے اُسے کیوں چھوڑ دیا؟''

فرمایا: ''میں تو اس سے اللہ کے لیے لڑ رہا تھا۔ اس نے جو حرکت کی، اس پر مجھے غصہ آ گیا۔ اب میں اسے قتل کرتا تو گویا اس قتل میں میرا غصہ بھی شامل ہو جاتا۔ اس کا مطلب یہ ہوتا کہ میں نے اُسے اپنی ذات کے لیے قتل کیا ہے۔''

آپ کو رسول اللہ ﷺ سے گہری محبت تھی۔ رسول اللہ ﷺ بھی آپ سے اور آپ کی اولاد سے شدید محبت رکھتے تھے۔ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما اکثر آپ ﷺ کے کندھوں کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سواری کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے:

''اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے بغض رکھے تو بھی انہیں مبغوض رکھ۔''

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے ہاں تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ ان کے نام یہ ہیں: حسن، حسین، محسن، زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم۔ محسن بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دوسری شادی نہیں کی۔ ان کی وفات کے بعد کئی شادیاں کیں جن سے بارہ لڑکے اور سولہ لڑکیاں ہوئیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ علم کا سمندر تھے۔ آپ کی علمی باتوں نے بہت شہرت پائی۔ ایک مرتبہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے شکایت کی کہ میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ کر فوت ہوا ہے۔ جب یہ رقم وارثوں میں تقسیم کی گئی تو مجھے صرف ایک دینار دیا گیا۔ کہا یہ گیا کہ تمہارے حصے میں صرف ایک ہی دینار آتا ہے۔ آپ نے اُس عورت کی شکایت پر غور کیا، پھر بولے:

''شاید تمہارے بھائی نے ایک بیوی، دو لڑکیاں، ایک ماں، ایک بہن اور بارہ بیٹے چھوڑے ہیں۔''

عورت نے حیران ہو کر کہا: ''آپ کا اندازہ بالکل درست ہے۔''

اس پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تب تمہارے حصے میں ایک ہی دینار آتا ہے۔''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ کے چند اقوال آپ کی علمی حیثیت اور دانش کی عکاسی کے لیے پیش کیے جا رہے ہیں:

- غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔
- گناہوں پر شرمندہ ہونا ان کو مٹا دیتا ہے اور نیکیوں پر مغرور ہونا ان کو برباد کر دیتا ہے۔
- علم مال سے بہتر ہے، اس لیے کہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی حفاظت تمہیں کرنا پڑتی ہے۔
- جو چیز نہ آتی ہو اس کے سیکھنے میں شرم نہ کرو۔
- مصیبتوں کا مقابلہ صبر سے کرو اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرو۔
- بات کہنے والے کو نہ دیکھو بلکہ بات کو دیکھو۔
- مصیبت میں گھبرانا سب سے بڑی مصیبت ہے۔
- سخت ترین گناہ وہ ہے جو کرنے والے کے نزدیک معمولی ہو۔
- نیکی کی قدر کوئی کرے نہ کرے، تم نیکی کیے جاؤ۔
- سخاوت وہ ہے جو مانگنے سے پہلے ہو۔
- کسی سوال کا جواب نہ آتا ہو تو یہ کہنے میں نہ شرماؤ کہ میں نہیں جانتا۔
- معاف کر دینا بہت اچھا انتقام ہے۔
- لالچ سے روزی بڑھ نہیں جاتی لیکن انسان کی قدر گھٹ جاتی ہے۔

المکتبۃ الرحمانیۃ
99- جے ماڈل ٹاؤن - لاہور
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

تیز اور تند آندھیاں، مضبوط درختوں کو بھی اُکھاڑ کر رکھ دیتی ہیں
لیکن ننھے پودے اپنے لچکدار وجود کے ساتھ
ان طوفانوں کو سہہ جاتے ہیں۔
وہ ایک ننھا سا پودا، جس کے نگہبان اس دنیا کے بہترین انسان تھے
عمدہ تربیت، دیکھ بھال اور نگہداشت پا کر
اس مقام تک جا پہنچا، جس پر دنیا رشک کرتی ہے۔
حکمت و دانائی ان کی پہچان بن گئی
دلیری اور شجاعت ان کی شان بن گئی
عبادت، تقویٰ اور پرہیزگاری اُن کا ایمان بن گئی
انھوں نے پوری زندگی ایسے گزاری کہ
جنگ کے میدان سے لے کر
زندگی کے ہر امتحان تک .... کامیاب و کامران رہے۔
یہ کتاب .... ان کی عملی زندگی کا بہترین آئینہ ہے۔

ISBN: 9960-732-22-3
9 789960 732220

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
لندن • ہیوسٹن • نیویارک